’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ اور اُن کا حکم

مولانا انعام اللہ
فاضلِ جامعہ وچیف ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل

(ساتویں قسط)

تیسرے مسلک کی وضاحت اور دلائل

’’شرائع سابقہ میں سے غیر ثابت النسخ تمام احکام پر مطلقاً عمل کرنا لازم ہے، لیکن شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے احکام کی حیثیت سے۔‘‘

یعنی شرائع سابقہ کا جو بھی حکم ہم تک پہنچے، خواہ کسی دلیل قطعی کے ساتھ پہنچے، جیسے قرآن وحدیث میں آئے، یا دلیل غیر قطعی کے ساتھ، جیسے: اہل کتاب نے نقل کیا ہو، یا کسی مسلمان نے شرائع سابقہ کی کتب سے اس کو حکم شرعی سمجھا ہو، اور اس کا منسوخ ہونا ثابت نہ ہو، تو ہمارے اوپر اس کی اتباع لازم ہے، لیکن اس حیثیت سے کہ وہ ہماری شریعت کا حکم ہے، نہ کہ شرائع سابقہ کا:

> بعض نے کہا: ہم (اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر لازم ہے کہ شرائع سابقہ میں سے صرف ان احکام پر شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت سے عمل کریں، جن کے بارے میں نسخ کی دلیل ظاہر نہ ہو۔ یہ حضرات یہ فرق روا نہیں رکھتے کہ ان احکام کا شرائع سابقہ میں سے ہونا اہل کتاب کے نقل سے ثابت ہو یا مسلمانوں کے پاس موجود کتاب میں سے روایت کرنے سے، اور یا پھر قرآن وسنت کے بیان سے۔‘‘(۱)

تیسرے مسلک کا محوری نقطہ

تیسرے مسلک میں بنیادی اور اہم نقطہ یہ ہے کہ ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ احکام کی پیروی کے لزوم کے لیے اس بات کی ضرورت نہیں کہ دلیل قطعی سے ان احکام کا شرائع سابقہ میں سے ہونا ثابت ہو جائے۔ ثبوت کی ضرورت نہیں، بلکہ اہل کتاب کی نقل یا پھر محض کتابِ مقدس اور بائبل میں اس حکم کا موجود ہونا کافی ہے۔ گویا اس بات کو کافی ثبوت سمجھا گیا کہ کوئی کتابی کہہ دے کہ فلاں حکم ہماری شریعت کا حکم ہے، یا پھر کوئی بھی کہہ دے کہ فلاں حکم کتابِ مقدس (تورات وانجیل) میں موجود ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ سارا دارومدار کتابی اور کتابِ مقدس پر رہا۔

تیسرے مسلک کی مرجوحیت

یہی بات اس مسلک کے باطل ہونے کے لیے کافی ہے، اس لیے کہ نہ تو کوئی کتابی دین کی باتوں میں معتبر راوی ہے اور نہ کتابِ مقدس کے احکام کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ دینیات میں راوی کے عادل، ثقہ اور معتبر ہونے کے لیے پہلی شرط اسلام ہے اور رسالتِ محمدیہ سے انکار کی بنیاد پر اہل کتاب میں یہ شرط نہیں پائی جاتی، جبکہ کتابِ مقدس کے احکام کی تصدیق وتکذیب دونوں سے صراحۃً حدیث میں روکا گیا ہے، اس لیے کہ بنصِ قرآنی یہ کتابیں محرف ہیں۔ ان دونوں باتوں کی تفصیل حسب ذیل سطور میں ملاحظہ ہو:

راوی کے لیے اسلام کی شرط

ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جمہور ائمہ حدیث اور ائمہ فقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کی روایت حجت ہوگی، اس کے لیے شرط ہے کہ وہ عادل اور ضابط ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ مسلمان، بالغ اور عاقل ہو، فسق اور خلافِ مروّت اُمور سے محفوظ ہو۔''(۲)

اہلِ کتاب کا کفر

قرآن وسنت کی نصوص کی رو سے اہل کتاب کا کفر اقوی البدیہیات میں سے ہے، چند نصوص ملاحظہ ہوں:

پہلی آیت

''لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا۔'' (المائدۃ:۱۷)

''بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا، تو کہہ دے پھر کس کا بس چل سکتا ہے اللہ کے آگے؟ اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سب۔''

دوسری آیت

''لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ۔'' (المائدہ:۷۲)

''بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل! بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا، بیشک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا، سو حرام

کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی نہیں گناہ گاروں کی مدد کرنے والا۔‘‘

تیسری آیت

’’لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ۔‘‘ (المائدۃ:۷۳)

’’بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک۔‘‘

کتابِ مقدس کی تصدیق وتکذیب

کتاب مقدس کے اندر موجود احکام کے رد وقبول کے بارے میں حدیث نبوی کی نص سے یہ اُصول ثابت ہے کہ ان کی نہ تو تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب، اس لیے کہ ان کتب کا محرف ہونا مسلماتِ شرعیہ میں سے ہے، تصدیق میں تو یہ خطرہ ہے کہ غیر حکم شرعی کو حکم شرعی نہ سمجھا جائے، جبکہ تکذیب میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں حکم شرعی کی تکذیب نہ ہو جائے، اس لیے کہ یہ کتابیں بہر حال آسمانی کتابیں ہیں۔

کتبِ سابقہ میں تحریف کا ثبوت

دلیل قطعی سے ثابت ہے کہ اہل کتاب نے اپنی آسمانی کتابوں میں تحریف کی ہے۔ اس دعوی کے دلائل حسب ذیل آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ ہیں:

۱:- پہلی دلیل: آیت قرآنیہ

’’مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔‘‘ (النساء:۴۶)

’’بعضے لوگ یہودی پھیرتے ہیں بات کو اس کے ٹھکانے سے۔‘‘

دوسری دلیل: آیت قرآنیہ

’’يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔‘‘ (المائدۃ:۱۳)

’’پھیرتے ہیں کلام کو اس کے ٹھکانے سے۔‘‘

تیسری دلیل: آیت قرآنیہ

’’يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ إِنْ أُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَإِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا۔‘‘ (المائدۃ:۴۱)

’’بدل ڈالتے ہیں بات کو اس کا ٹھکانا چھوڑ کر، کہتے ہیں: اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو بچتے رہنا۔‘‘

چوتھی دلیل: حدیث نبوی

’’عن بن عباس رضی اللّٰه عنهما وقد حدثكم اللّٰهُ أن أهل الكتاب بدلوا ما كتب اللّٰه وغيروا بأيديهم الكتاب۔‘‘(۳)

''اللہ نے تمہیں بتایا ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کے لکھے ہوئے کو تبدیل کردیا ہے، اور اپنے ہاتھوں سے کتابِ الٰہی میں تبدیلیاں کی ہیں۔''

ان دلائل قطعیہ صریحہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہلِ کتاب نے آسمانی کتابوں میں تحریف کی ہے، اس لیے شرعی عقائد واعمال کے حوالے سے ان کا قول معتبر نہیں، اور ان سے اس سلسلے میں پوچھنا بھی نہیں چاہیے۔

اہلِ کتاب سے سوالات کرنے کی ممانعت

ان نصوص کی روشنی میں امام بخاریؒ نے ''باب قول النبی : لا تسألوا أهل الکتاب عن شیء'' میں اس مضمون کو ثابت فرمایا ہے کہ: ''شرائع سے متعلق امور میں اہلِ کتاب کی باتیں غیر معتبر ہیں، اس لیے کہ وہ اپنی کتابوں میں تحریف اور تبدیلی کے مرتکب ہوئے ہیں۔'' بنابریں! مسلمان نہ تو ان سے شرائع کے متعلق سوال کریں اور نہ ان کی باتوں کی تصدیق کریں، البتہ تکذیب بھی نہ کریں، اس لیے کہ ان کی باتوں میں سچ کا احتمال بہر حال برقرار ہے، تو مسلمان کہیں غیر شعوری طور پر سچی باتوں کی تکذیب کے مرتکب نہ ہوجائیں۔ اہلِ کتاب سے سوال کی ممانعت حسب ذیل احادیث میں ملاحظہ ہو:

الف: - پہلی حدیث

''عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما، قال: ''کیف تسألون أهل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی أنزل علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم أحدث، تقرء ونهٗ محضًا لم یشب، وقد حدثکم أن أهل الکتاب بدلوا کتاب اللّٰہ وغیروہ، وکتبوا بأیدیهم الکتاب، وقالوا: هو من عند اللّٰہ لیشتروا به ثمنًا قلیلاً؟ ألا ینهاکم ما جاء کم من العلم عن مسألتهم؟ لا واللّٰہ ما رأینا منهم رجلاً یسألکم عن الذی أنزل علیکم۔''(۴)

''عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اہلِ کتاب سے کیونکر پوچھتے ہو؟! حالانکہ تمہاری کتاب جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری گئی ہے، (باعتبارِ نزول) نئی ہے۔ تم اس کو خالص پڑھتے ہو، پرانی نہیں ہوئی۔ تحقیق تم کو بتلایا ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتاب کو تبدیل کرڈالا ہے، اور اس میں تغییر کی ہے، اور اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھی ہے اور کہنے لگے: یہی اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے ذریعے لے لے مول تھوڑا سا، کیا تمہارے پاس آنے والے علم (دلائل) نے تمہیں ان سے پوچھنے سے منع نہیں کیا؟ نہیں، بخدا! ہم نے ان میں سے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو تم سے تمہارے اوپر نازل ہونے والی کتاب کے بارے میں پوچھتا ہو۔''

ب: - دوسری حدیث

''عن جابر بن عبد اللّٰہؓ، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: '' لا تسألوا أهل

الکتاب عن شیء، فإنهم لن یهدوکم، وقد ضلوا، فإنکم إما أن تصدقوا بباطل، أو تکذبوا بحق، فإنه لو کان موسیٰ حیًا بین أظهرکم، ما حل له إلا أن یتبعنی۔‘‘(۵)

’’حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھو، وہ تمہاری راہنمائی نہیں کر سکتے، جبکہ وہ گمراہ کر چکے ہیں۔‘‘

ج:- تیسری حدیث

’’عن زید بن أسلم قال: بلغنی أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لاتسألوا أهل الکتاب عن شیء، فإنهم لن یهدوکم، وقد أضلوا أنفسهم، قال: قلنا: یا رسول اللّٰه! أفنحدث عن بنی إسرائیل؟ قال: حدثوا ولا حرج۔‘‘(۶)

’’زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرمایا: مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں مت پوچھو، اس لیے کہ وہ تمہاری راہنمائی نہیں کر سکتے، جبکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کر چکے ہیں۔ ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم ان کی بات کو نقل کریں؟ فرمایا: نقل کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔‘‘

د:- چوتھی حدیث

’’قال عبد اللّٰه رضی اللہ عنہ: لا تسألوا أهل الکتاب عن شیء، فإنهم لن یهدوکم، وقد ضلوا، فتکذبوا بحق، وتصدقوا الباطل، وإنهٗ لیس من أحد من أهل الکتاب إلا فی قلبه تالیة تدعوه إلی اللّٰه وکتابه کتالیة المال. والتالیة: البقیة۔‘‘(۷)

’’حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں مت پوچھو، اس لیے کہ وہ تمہاری راہنمائی نہیں کر سکتے، جبکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کر چکے ہیں، نتیجتاً تم حق کی تکذیب اور باطل کی تصدیق کر بیٹھو۔ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں، مگر یہ کہ اس کے دل میں ایسی بات (تالیہ) ہے، جو اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کی طرف بلانا ہے۔ مال کی تالیہ کی طرح (تالیہ کا معنیٰ ہے بقیہ)۔‘‘

ہ:- پانچویں حدیث

’’عن عبد اللّٰه رضی اللہ عنہ بن ثابت قال: جاء عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب إلی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، فقال: یا رسول اللّٰه! إنی مررت بأخ لی من قریظة، وکتب لی جوامع من التوراة، أفلا أعرضها علیک؟ قال: فتغیر وجه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، قال عبد اللّٰه رضی اللہ عنہ: فقلت: مسخ اللّٰه عقلک، ألا تری ما بوجه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم؟ فقال عمر رضی اللہ عنہ: رضیت باللّٰه ربًا، وبالإسلام دینًا، وبمحمد صلی اللّٰه علیه وسلم نبیًا قال: فسری عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ثم قال: والذی نفس محمد بیده، لو أصبح فیکم موسیٰ ثم اتبعتموه وترکتمونی لضللتم، أنتم

حظي من الأمم، وأنا حظكم من النبيين۔‘‘ (۸)

’’عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! بنوقریظہ کے ایک بھائی کے پاس سے میرا گزر ہوا، اس نے تورات میں سے چند جامع قسم کی باتیں لکھیں، میں ان باتوں کو آپ کے سامنے پیش نہ کروں؟!۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوا۔ عبداللہؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ تیری عقل کا ستیاناس کرے، کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے آثار نہیں دیکھ رہے؟! حضرت عمرؓ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش اور راضی ہوں۔ فرمایا: اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے درمیان آجائیں، پھر تم لوگ ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ و، تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ تم تمام امتوں میں سے میرے حصے کے ہو اور میں تمام انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) میں سے تمہارے حصے کا ہوں۔‘‘

و:- چھٹی حدیث

’’عن الزهري، أن حفصة زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم جاء ت إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بكتاب من قصص يوسف في كتف فجعلت تقرأ عليه، والنبي صلى اللّٰه عليه وسلم يَتَلَوَّن وجهُه، فقال: والذي نفسي بيده، لو أتاكم يوسف وأنا فيكم فاتبعتموه وتركتموني لضللتم۔‘‘ (۹)

’’زہری سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں یوسف علیہ السلام کے قصے پر مشتمل ہڈی پر لکھی ہوئی ایک تحریر لے آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر یوسف علیہ السلام میری موجودگی میں تمہارے پاس آئیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو گمراہ ہو جاؤ گے۔‘‘

احادیثِ مبارکہ سے مستنبط فوائد

ان احادیث سے حسبِ ذیل امور ثابت ہوئے:

۱:- مسلمانوں کو اہل کتاب سے دین کی باتوں کے بارے میں نہیں پوچھنا چاہیے۔

۲:- قرآن مجید آخری نازل ہونے والی کتاب ہے جس کی تعلیمات محکم، محفوظ اور تاقیامت قابل عمل ہیں۔

۳:- اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں میں تحریف اور تبدیلی کی، اور اپنی طرف سے بعض چیزیں شامل کی ہیں۔

۴: - اہل کتاب گمراہ ہو چکے ہیں، اس لیے مسلمانوں کو ان سے ہرگز راہنمائی نہیں مل سکتی ۔

۵: - دین کے متعلق اہل کتاب کی باتیں یقینی طور پر درست نہیں، تاہم ان میں درست ہونے کا احتمال ہے ۔

۶: - اُہل کتاب کی کتابوں میں مذکور باتوں کی نہ تکذیب کرنی چاہیے اور نہ تصدیق ۔

۷: - اہل کتاب کی جو باتیں قرآن مجید کی تعلیمات سے متصادم ہیں، ان کو رد کرنا ضروری ہے، اور جو قرآنی تعلیمات سے متصادم نہیں اُن کو قبول کیا جا سکتا ہے ۔

۸: - قرآن مجید کی موجودگی میں اہل کتاب کی کتابوں کو دینی راہنمائی حاصل کرنے کے لیے پڑھنا غیر مستحسن ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید ناگواری کا اظہار کیا ہے ۔

۹: - آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (خاتم النبیین) کی بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی لازم ہے ۔

۱۰: - اگر سابقہ پیغمبروں میں سے بھی کوئی پیغمبر دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ اپنی شریعت کی پیروی نہیں کریں گے، بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کے پابند ہوں گے ۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ کا کوئی حکم اگر دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو، مثلاً: اہل کتاب نے نقل کیا ہو، یا کسی مسلمان نے شرائع سابقہ کی کتب سے اس کو حکم شرعی سمجھا ہو، تو ایسے احکام کی اتباع ہمارے اوپر لازم اور ضروری نہیں، اس لیے کہ ان کے ہاں موجود کتابیں (کتاب مقدس یا بائبل) کا محرف ومبدل ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے، اس لیے اس حکم کا احکام محرفہ مبدلہ میں سے ہونے کا ہر وقت احتمال رہے گا، گویا اس کا حکم شرعی ہونا ثابت نہیں، اور غیر حکم شرعی ہونے کا احتمال دلیل سے ثابت ہے، بلکہ اگر اہل کتاب میں سے کوئی مشرف باسلام ہو جائے، تو بھی اس کا یہ کہنا کافی نہیں ہوگا کہ فلاں حکم ہماری شریعت کا حکم ہے، اس لیے کہ اس کی معلومات کی بنیاد اس کی سابقہ شریعت کی کتاب یا ان کے مسلمات ہیں، اور یہ دونوں امور ہمارے لیے حجت شرعی نہیں، ہمارے لیے حجت شرعی ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سنت ہے ۔ صاحب کشف الاسرار فرماتے ہیں:

> ’’اور جن احکام کا اہل کتاب کے ذریعے شرائع سابقہ میں سے ہونا ثابت ہو، یا مسلمانوں نے ان کی کتابوں سے اس کو سمجھا ہو، تو ایسے احکام کی پیروی واجب نہیں، اس لیے کہ دلیل قطعی سے ثابت ہے کہ انہوں نے کتابوں میں تحریف کی ہے، بنا بریں! ان کا نقل کرنا معتبر نہیں ۔ اسی طرح مسلمانوں کا ان کے ہاتھوں میں موجود کتابوں سے کسی حکم کو سمجھنا اور اس کو نقل کرنا بھی معتبر نہیں، اس لیے کہ یہ احتمال موجود ہے کہ ان کا سمجھا ہوا اور نقل کیا ہوا حکم

من جملہ محرف ومبدل احکام میں سے ہو۔ اسی طرح اہل کتاب میں سے اسلام قبول کرنے والوں کے قول کا بھی اعتبار نہیں، اس لیے کہ ان کے قول کی بنیاد ظاہر کتاب ہوگی، یا پھر اہل کتاب کی جماعت کا قول، اور وہ ہمارے لیے حجت نہیں۔‘‘(۱۰)

حاصل کلام یہ ہوا کہ تیسرا مسلک بھی مرجوح ہے۔

حوالہ جات

۱:......أصول السرخسی لشمس الأئمۃ محمد بن أحمد السرخسی، متوفی: ۳۸۳ھ، ج:۲، ص:۹۹

۲:......معرفۃ أنواع علوم الحدیث، (مقدمۃ ابن الصلاح) لعثمان بن عبدالرحمٰن، المعروف بابن الصلاح، متوفی: ۶۴۳ھ، ج:۱، ص:۱۰۴

۳:......صحیح البخاری، کِتَابُ الشَّهَادَاتِ، بَابُ لاَ يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ.

۴:......صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ، رقم: ۷۳۶۳

۵: مسند أحمد بن حنبل، متوفی: ۲۴۱ھ، ج:۲۲، ص: ۴۶۸، رقم الحدیث: ۱۴۶۳۱

۶:......المصنف لأبي بكر عبدالرزاق بن همام، متوفی: ۲۱۱ھ، رقم الحدیث: ۱۰۱۵۸، ج:۶، ص: ۱۱۰-۱۱۱

۷:......المرجع السابق، رقم الحدیث: ۱۰۱۶۱

۸:......المرجع السابق، رقم الحدیث: ۱۰۱۶۴

۹:......المرجع السابق: رقم الحدیث: ۱۰۱۶۵

۱۰:......کشف الأسرار شرح أصول البزدوی، ج:۳، ص: ۲۱۳

(جاری ہے)